قتلِ غیرت

(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ)

افتخار عالم*

غیرت کے نام پہ قتل کا سلسلہ بہت پرانا ہے۔ لیکن عصرِ حاضر میں ہمارے معاشرے میں کئی وجوہات کی بنا پر فروغ پانے والے شدت پسندانہ رویوں کے سبب اس کی شرح میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ پر ایسی کوئی نہ کوئی خبر رپورٹ ہوتی ہے اور یہ بات نہایت فکر انگیز ہے کہ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے، ہمارے رویوں میں شدت پسندی کا عنصر غالب ہوتا جاتا ہے۔

ایک اخباری رپورٹ کے مطابق پاکستان میں غیرت کے نام پہ قتل اور تشدد کے واقعات میں تسلسل دیکھنے میں آیا ہے۔(۱) ایک سروے کے مطابق غیرت کے نام پہ قتل اور تشدد کے واقعات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جو کہ قابلِ تشویش بات ہے۔ سروے کے اعدادوشمار کچھ اس طرح ہیں کہ سال ۲۰۱۳ء سے ۲۰۱۶ء تک قتل ہونے والی خواتین کی تعداد بالترتیب ۲۱۲، ۱۰۹۶، ۱۰۰۵، ۸۶۹ ہے۔

مذکورہ اعدادوشمار سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اس قسم کے واقعات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے جو کہ تشویش کا باعث ہے۔

قتل کے واقعات میں اضافہ ایک پریشان کن امر ہے لیکن غیرت کے نام پہ قتل میں محض خواتین کو نشانہ بنانا ایک باعثِ تشویش بات ہے۔ بین الاقوامی نشریاتی ادارے 'بی بی سی' نے پاکستان میں غیرت کے نام پہ قتل کے زیادہ واقعات والے اضلاع میں ان واقعات کے اعدادوشمار کے متعلق ایک رپورٹ نشر کی۔ اس میں اکٹھی کی گئی ان معلومات کو ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔

---

* پی ایچ ڈی سکالر، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

۱۔فیصل آباد

۲۰۰۸ء تا۲۰۱۴ء کے دوران قتل ہونے والی خواتین کی تعداد ۲۰۰ ہے، ۲۰۱۳ء اور ۲۰۱۴ء کے دوران ان کی تعداد ۲۸ + ۴۵ ہے۔

۲۔لاہور

۲۰۰۸ء-۲۰۱۴ء کے دوران قتل ہونے والی خواتین ۱۶۳ ہیں جن میں سے ۲۰۱۳ء میں ۲۹ خواتین اور ۲۰۱۴ء کی تعداد نہیں ہے۔

۳۔جیکب آباد

۲۰۰۸ء تا۲۰۱۴ء کے دوران قتل ہونے والی خواتین کی تعداد ۲۲۲ ہے۔جن میں سے ۲۰۰۹ء میں ۴۲ خواتین، ۲۰۱۰ء میں ۳۶ خواتین اور ۲۰۱۱ء اور ۲۰۱۲ء میں ملک میں دوسرے نمبر پر ۲۰۱۴ء میں ۳۳ خواتین قتل کی گئیں۔

۴۔لاڑکانہ

۲۰۰۸ء تا۲۰۱۴ء کے دوران قتل ہونے والی خواتین کی تعداد ۱۵۸ ہے اور ۲۰۱۰ء میں ۳۳ خواتین قتل ہوئیں، ۲۰۱۱ء میں ۲۲ اور ۲۰۱۲ء میں ۲۰ اور ۲۰۱۳ء میں ۱۳ اور ۲۰۱۴ء میں ۲۷ خواتین قتل ہوئیں۔

۵۔کشمور

۲۰۱۲ء کے دوران قتل ہونے والی خواتین کی تعداد ۳۱ اور ۲۰۱۳ء میں ۱۸، ۲۰۱۴ء میں ۲۵ خواتین قتل ہوئیں

۶۔نصیر آباد

۲۰۰۸ء کے دوران قتل ہونے والی خواتین کی تعداد ۳۶، ۲۰۱۳ء میں ۳۹ خواتین قتل کی گئیں۔

۷۔رحیم یار خان

۲۰۱۳ء کے دوران قتل ہونے والی خواتین کی تعداد ۱۵، ۲۰۱۴ء میں ۲۰ خواتین قتل کی گئیں۔

۸۔ شکارپور

۲۰۱۰ء کے دوران قتل ہونے والی خواتین کی تعداد ۱۷، ۲۰۱۳ء میں ۲۴ اور ۲۰۱۴ء میں ۱۹ خواتین قتل کی گئیں۔

۹۔ گھوٹکی

۲۰۰۸ء کے دوران قتل ہونے والی خواتین کی تعداد ۳۴، ۲۰۰۹ء میں ۲۴، ۲۰۱۰ء میں ۳۷ ، ۲۰۱۱ء میں ۲۱ اور ۲۰۱۲ء میں ۱۴ خواتین قتل کی گئیں

۱۰۔ سکھر

۲۰۰۹ء کے دوران قتل ہونے والی خواتین کی تعداد ۳۲، ۲۰۱۱ء میں ۲۱ ، ۲۰۱۲ء میں ۲۰ اور ۲۰۱۳ء میں ۱۹ خواتین قتل کی گئیں

۱۱۔ شکارپور

۲۰۱۴ء کے دوران قتل ہونے والی خواتین کی تعداد ۱۲ ہے۔

۱۲۔ سوات

ملک بھر سیاحتی مقام کے طور پر مشہور سوات کے بارے میں بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ یہاں خواتین کے خلاف جرائم بھی بڑی تعداد میں وقوع پذیر ہوتے ہیں جن میں نام نہاد غیرت کے نام پر قتل بھی شامل ہیں۔(۳)

مذکورہ بالا رپورٹ کے مطابق قتلِ غیرت کے واقعات میں تمام تر عورتیں ہی قتل کی گئیں۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس ضمن میں اسلامی تعلیمات سے ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے۔ یہاں ہم پہلے عوام الناس کے مفاد کے پیشِ نظر اس کا مفہوم واضح کریں گے تاکہ ہر درجہ کا قاری اس سے کماحقہٗ فائدہ حاصل کر سکے۔

غیرت کا مفہوم

لفظِ غیرت **غ ے ر** کے مادہ سے ماخوذ ہے۔ یہ مصدر ہے مثلاً عرب یوں کہتے ہیں غیرت علی اھلی غیرۃ یعنی مجھے اپنے گھر والوں پر غیرت ہے۔ یہ سوی کے معنی میں آتا ہے جو اصلاح اور نفع پر دلالت کرتا ہے۔(۴)

غیرت کے معنی حمیت و رشک کے ہیں۔ اپنی کسی مخصوص شے میں غیر کی شرکت سے طبیعت میں غصے اور ہیجان کی کیفیت کا پیدا ہو جانا۔(۵)

قتلِ غیرت کا مفہوم

جب کوئی کسی مرد اور عورت کی جان لے کر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے یہ قتل اس بناء پر کیا ہے کہ مقتول مرد اور عورت جنسی بدفعلی کے مرتکب ہوئے ہیں تو پھر اس قتل کو عام قتل نہیں گردانا جاتا بلکہ "قتلِ غیرت" کہا جاتا ہے۔(۶)

یہ بدکاری یا زناکاری کے مترادف ہیں اس کے لیے مختلف علاقوں میں مختلف الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ مثلاً بلوچستان میں اسے سیاہ کاری کہا جاتا ہے جس کا معنی ہے بدکاری، پاپی، گنہگار، مجرم۔ سندھ میں اسے کارو کاری کہا جاتا ہے، پنجاب میں کالا کالی اور سرحد میں طور طورہ کے نام سے مشہور ہے۔ کالے رنگ کے مفہوم کی حامل یہ اصطلاحات زناکاری اور اس کے مرتکب ٹھہرائے گئے افراد سے وابستہ سماجی رسوائی کا مظہر ہے۔(۷)

بہر حال مذکورہ بالا اصطلاحات کسی مرد اور عورت پر اس وقت لاگو کی جاتی ہیں جب وہ زناکاری کے مرتکب پائے گئے ہوں یا ان پر زناکاری کا شبہ ہو۔ بعد میں انہی اصطلاحات کے تحت جب انہیں سزا کے طور پر قتل کر دیا جائے تو اسے محض قتل نہیں بلکہ غیرت کے نام پر قتل کا نام دیا جاتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں غیرت کے تصور نے اتنی بھیانک شکل اختیار کر لی ہے کہ غیرت کے نام پر قتل کرنے والے ہر لحاظ سے خود کو برحق سمجھتے ہیں۔

شادی میں اختیار کا استعمال اور غیرت

اپنی پسند سے شادی کرنا بھی معاشرے میں حکم عدولی کے زمرے میں آتا ہے۔ اگر کوئی لڑکی اپنی پسند سے شادی کر لے تو اس کے خاندان کے مرد سمجھتے ہیں کہ ان کی عزت خاک میں مل گئی ہے۔ ایسا کرنے والی لڑکی کو قتل کر دیا جاتا ہے اور اس قتل کو قتل غیرت کا نام دے دیا جاتا ہے۔(۸)

جب والدین اپنی مرضی سے اپنے بچوں کی شادیاں کر دیتے ہیں تو بچوں کو بعد میں بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔ اس طرح کا واقعہ حضور کے دور میں ملتا ہے:

"حضرت خنساء بنت خدام انصاریہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک باکرہ عورت رحمت عالم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور بیان کیا کہ میرے باپ نے جس سے میری شادی کر دی ہے وہ مجھے پسند نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو اختیار دیا کہ جی چاہے تو باقی رکھو، جی چاہے رد کر دو۔"(۹)

لہٰذا ہم ذات پات، فرقے اور رنگ و نسل سے بالاتر ہو کر سوچیں تو پسند کی شادی کرنا کوئی جرم نہیں۔ مرد کی طرح عورت کو بھی اس کی اجازت دے دی جائے تو بہت سے ایسے معاملات، جن پر سخت اقدامات اٹھائے جاتے ہیں، یعنی سنگسار کرنا، کاروکاری، غیرت کے نام پر قتل کرنا ایسی قبیح رسومات کا سدباب کرنا ضروری ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ ہم کب غیرت اور خاندانی رسم ورواج کے جھوٹے خول سے باہر نکل کر کھلی فضا میں سانس لیں گے اور دوسروں کو بھی ان کی مرضی کے مطابق جینے دیں گے۔ اس حوالے سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک خاتون نے پسند کی شادی کی اور بعد میں اس کے بھائی نے اسے کاری قرار دے دیا۔ اور اس کی جان کے درپے ہو گیا۔ میں بیوی چھپتے چھپاتے پھر رہے تھے۔ انہوں نے کسی جگہ پناہ لی تو وہاں کے لوگوں نے اس کے بھائی کو بتا دیا۔ اور اس نے آکر بہن کو قتل کر دیا اور پھر تمام راستہ اسے موٹر سائیکل سے گھسیٹتے ہوئے گھر تک لایا تاکہ یہ لوگوں کے لیے باعث عبرت بنے اور پھر کوئی لڑکی اپنی مرضی سے شادی نہ کر سکے۔(۱۰)

غیرت اور اسلامی نقطۂ نظر

غیرت بھی شرم وحیا کی طرح ایمانی تقاضا ہے۔ اور اللہ نے غیرت کو پسند فرمایا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:

مَنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللّٰه، وَمِنْهَا مَا يَكْرَهُ اللّٰهُ، فَأَمَّا مَا يُحِبُّ اللّٰهُ فَالْغَيْرَة فِي رِيْبَةٍ، فَأَمَّا يَكْرَهُ، فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيْبَةٍ۔ (۱۱)

(کوئی غیرت ایسی ہے جو اللہ کو پسند ہے اور کوئی غیرت ایسی ہے جس سے اللہ کو نفرت ہے۔ پھر جو غیرت اللہ کی پسندیدہ ہے وہ زنا کی غیرت ہے اور جو غیرت اللہ کی ناپسندیدہ ہے وہ غیر زنا کی غیرت ہے۔)

اس حدیث سے پتہ چلتاہے کہ غیرت کی دو قسمیں ہیں: ایک فطری غیرت ہے اور دوسری غیر فطری، جو بے جا کی جائے اور پاکدامنوں پر تہمت لگائی جائے۔ ایسی غیرت گھروں کو اجاڑ دیتی ہے اور سکون برباد کر دیتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُغَارُ، وَغَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ يَّاتِي الْمُؤمِنُ مَاحَرَّمَ اللّٰه۔(۱۲)

(اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے اور اسے غیرت اس بات پر آتی ہے کہ جب مومن کسی حرام کا ارتکاب کرتا ہے۔)

حضرت اسماء سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: لَا شَيْئٌ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ۔(۱۳)

(اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں ہے۔)

قتلِ غیرت اور اسلامی نقطۂ نظر

بغیر نکاح کے کسی مرد کا عورت کے ساتھ یا عورت کا مرد کے ساتھ مباشرت کرنا زنا ہے۔ قرآن نے مرد و عورت دونوں کو زنا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا۔(۱۴)

(اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔)

قرآن وحدیث میں زنا کو نہ صرف بے حیائی اور بری راہ سے تعبیر کیا گیا ہے، بلکہ اس کو حدود میں داخل کر کے کڑی سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ شریعت ایک طرف حکم دیتی ہے کہ اگر کوئی زنا کرے اور شہادتوں سے اس کا جرم ثابت ہو جائے تو اس کو وہ انتہائی سزا دو جو کسی اور جرم میں نہیں دی جاتی اور دوسری طرف فیصلہ دیتی ہے کہ جو شخص کسی پر زنا کا الزام لگائے وہ یا تو شہادتوں سے اپنا الزام ثابت کرے ورنہ اس کو کڑی سزا دی جائے تاکہ آئندہ کبھی وہ اپنی زبان سے ایسی بات بلا ثبوت نکالنے کی جرأت نہ کرے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں بلا ثبوت و گواہی کے صرف کاروکاری کا الزام عائد کر کے مرد و عورت کو قتل کر دیا جاتا ہے، اس طرز عمل کو رسم و رواج کا حصہ قرار دینے کی دلیل دی جاتی ہے اور یہ طرز عمل اپناتے ہوئے ملوث افراد نہ صرف اسلامی حدود سے باہر نکل جاتے ہیں بلکہ انسانی حقوق کو بھی پامال کرتے ہیں۔ جبکہ دینِ

اسلام امن وامان کا درس دیتا ہے، اسلام میں کسی مسلمان شخص کو ناحق قتل کرنا بہت قبیح اور بڑا جرم ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُه جَهَنَّمُ خٰلِدًا فيها و غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَه وَ اَعَدَّلَه عَذَابًا عَظِيْمًا۔ (۱۵)

(اور جو کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ کا غضب ہے اور اللہ تعالی نے اس پر لعنت کی ہے اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا :

لَنْ يَزَالُ الْمُؤمِن فِي فَسحَةِ مِنْ دِيْنِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا۔ (۱۶)

(مومن اپنے دین کی وسعت میں ہے جب تک وہ کسی کا حرام اور ناحق خون نہیں بہاتا۔)

پھر نبی کریم ﷺ نے وہ اسباب بیان فرمائے ہیں جن کی بنا پر کسی کا خون مباح ہوتا ہے، فرمایا :

لَا يَحِلُّ دَمِ امْرِئ مُسْلِم يَشْهَدُ أن لَّا إلٰهَ إلَّا اللّٰهُ وَأنّي رَسُوْل اللّٰهِ إلَّا بِإحْدِى ثَلَاثٍ: اَلنَّفسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيبُ الزَّانِي، وَالْمَفَارِق لِدِيْنِهِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَة۔ (۱۷)

(جو شخص بھی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اس مسلمان شخص کا خون بہانا حلال نہیں، لیکن تین اشیاء کی بنا پر: یا تو وہ شادی شدہ زانی ہو، اور قتل کے بدلے قتل کرنا، اور دین کو ترک کرنے اور جماعت سے علیحدہ ہونے والے شخص کو۔)

شادی شدہ شخص کا زنا کرنا ایک ایسا سبب ہے جس کی بنا پر اس کا قتل مباح ہو جاتا ہے، لیکن اس کو اس وقت تک قتل نہیں کیا جا سکتا جب تک دو شرطیں نہ پائی جائیں:

پہلی شرط

وہ "محصن" یعنی شادی شدہ ہو۔ احصان کی پانچ شرائط ہیں :

الف: عاقل ہو۔

ب: بالغ ہو ۔

ج: آزاد ہو۔

د: صحیح نکاح میں ہو۔

ر: جماع۔ (۱۸)

دوسری شرط

اس پر چار گواہوں کی گواہی سے حد ثابت ہو جائے اور وہ گواہی شرمگاہ کو شرمگاہ میں دیکھنے کی گواہی دیں۔ اور ایسے جرم کے مرتکب پر پردہ ڈالنا تاکہ وہ موت سے قبل توبہ کرلے، اسے ذلیل کرنے اور اس کے عیب کو ظاہر کرنے سے بہتر ہے، رسول کریم ﷺ کے سامنے جب ماعز اسلمی نے زنا کا اعتراف کیا تو آپ نے اس سے اعراض کر لیا اور اسے چھوڑ دیا، حتیٰ کہ ماعز نے کئی بار سامنے آکر اقرار کیا تو رسول کریم ﷺ نے اس پر حد لاگو کی۔

اس بنا پر جسے لوگ غیرت کی بنا پر قتل کا نام دیتے ہیں یہ زیادتی اور ظلم ہے، کیونکہ اس میں اسے بھی قتل کیا جا رہا ہے جو قتل کا مستحق نہ تھا، جب کنواری لڑکی زنا کرتی ہے تو غیرت سے اسے بھی قتل کر دیا جاتا ہے حالانکہ اس کی شرعی سزا تو ایک سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے، نہ کہ اس کی سزا قتل تھی۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے :

"جب کنوارہ کنواری سے زنا کرے تو ایک سو کوڑے اور ایک برس جلاوطنی ہے۔" (۱۹)

چنانچہ جس نے کنوارے یا کنواری کو قتل کیا اس نے ایک مومن نفس اور جان کو قتل کیا جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں شدید قسم کی وعید بھی آئی ہے، کیونکہ سورۃ الفرقان میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے :

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۝ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا (۲۰)

(اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں بناتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالی نے حرام کیا ہے وہ بجز حق کے اسے قتل نہیں کرتے اور نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔ اسے قیامت کے روز دوہرا عذاب دیا جائے گا، اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔)

عہدِ رسول اللہ ﷺ میں

جب احکام نازل ہوئے تو سعد بن عبادہ انصاری کہنے لگے کہ اے رسول اللہ ﷺ اگر ایک شخص اپنی بیوی کو زنا کی حالت میں دیکھے تو کیا وہ اب چار گواہ تلاش کر کے لائے؟ یعنی ایسی حالت میں انسان کی غیرت کیسے گوارا کرتی ہے کہ ایک منٹ کے لیے بھی مشغول مرد اور بیوی کو مہلت دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لِاَنَّا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ وَ اَغْيَرُ مِنِّي۔(۲۱)

(کیا تم سعدؓ کی غیرت سے تعجب کرتے ہو، اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت والے ہیں۔)

اس حدیث کے ضمن میں مسلم کے الفاظ یہ ہیں:

حضرت سعدؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ مشغول شخص کو اتنی مہلت دے دوں کہ میں چار گواہ (ڈھونڈ کر) لاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **"نعم"** یعنی تمہیں ڈھونڈ کر لانا ہوں گے۔(۲۲)

حضرت سعدؓ نے اجازت چاہی کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ ایسا معاملہ دیکھوں تو اس مرد کو قتل کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "لا" یعنی تمہیں اس کی اجازت نہیں۔(۲۳)

ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ مشغول دیکھا تو آکر رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں کے درمیان لعان کروا دیا۔(۲۴)

روایات سے پتہ چلا کہ رسولِ پاک ﷺ نے ایسے قتل کی اجازت نہیں دی۔

عہدِ صحابہ کرامؓ میں

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک شخص کو مشغول پایا تو اس کو قتل کر دیا۔ مقتول کے ورثاء یہ معاملہ حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس لے گئے۔ آپؓ نے اس خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔(۲۵)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ ملک شام میں ابنِ خبیر نامی اک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک آدمی کو دیکھا اور موقع پا کر اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ حضرت معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہیں اس کے فیصلے میں دقت محسوس ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابوموسیٰ کو لکھا کہ حضرت علی سے یہ فیصلہ کروادیں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ یہ واقعہ میری سرزمین پہ پیش نہیں آیا، لہٰذا مجھے اس کی تفصیل بتاؤ۔ چنانچہ تفصیل کا علم ہونے پر آپؓ نے فرمایا:

"اگر قاتل چار گواہ نہ لایا تو اسے پوری سزا ملے گی۔"(۲۶)

ایسے واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ ثبوت ملنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے یہ فیصلے کیے کہ مقتول کا خون رائیگاں قرار دیا اور اس قاتل پر کوئی سزا لاگو نہ کی۔ لیکن عدم ثبوت کی بنا پر سزا بھی عائد کی۔

فقہاء کی بحث

فقہاء کے نزدیک اگر کوئی شخص گھر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو مشغول دیکھے تو اسے وہ دیانتاً قتل کر سکتا ہے۔ وہ اسے تغییرِ منکر میں داخل کرتے ہیں۔(۲۷)

عمدۃ القاری میں ہے:

> اختلف العلماء في من قتل رجلاً و زعم انه وجده قد زني بامرئة فقال جمهورهم لا يقبل بل يلزمه القصاص الا ان تقوم بذالك بينة او تعترف به ورثة القتيل والبينة اربعة من عدول الرجال يشهدون علي نفس الزنا و يكون القتيل محصناً و اما فيما بينه وبين الله تعالي فان كان صادقا فلا شيئ عليه-(۲۸)

(علماء نے اس شخص کے بارے اختلاف کیا ہے جس نے کسی کو قتل کیا ہو اس گمان پر کہ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ غلط کاری کی ہو گی تو جمہور نے یہ کہا کہ اس کو قتل نہ کیا جائے بلکہ اس پر قصاص لازم ہے سوائے اس کے کہ وہ اس پر کوئی گواہی قائم کرے یا مقتول کے وارث اس کو جانتے ہوں۔ اور اس پر چار عادل گواہ گواہی دیں کہ وہ زنا کر رہا تھا اور مقتول شادی شدہ ہو اور جو معاملہ اس کے اور اللہ کے درمیان ہو۔ اگر وہ سچا ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں ہے۔)

اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کو اختیار اس صورت میں ہے جب مشغول خاتون اس کی اہلیہ ہو۔ نیز یہ کہ چار آدمیوں کی گواہی ہو۔ مزید یہ کہ مقتول محصن ہو۔ اگر غیر محصن ہو گا تو معاملہ مختلف ہو گا۔

سئل الهندواني عن رجل وجدمع امراة رجل ايحل له قتله قال ان كان يعلم انه ينزجر عن الزنا بالصياح والضرب بما دون السلاح لا يحل وان علم انه لا ينزجر الا بالقتل حل له القتل وان المراة حل له قتلها ايضا۔(۲۹)

(ہندوانی سے پوچھا گیا کہ ایک شخص عورت کو کسی غیر مرد کے ساتھ مشغول دیکھے تو وہ اسے قتل کر سکتا ہے؟ ہندوانی نے کہا کہ اگر اسے یقین ہو کہ یہ مشغول شخص شور مچانے سے یا ہلکی پھلکی مارنے سے بھاگ جائے گا تو یہ قتل جائز نہیں اور اگر یہ یقین نہ ہو تو پھر قتل کر سکتا ہے۔ اگر عورت اس فعل پر راضی ہو تو پھر عورت کو بھی قتل کر سکتا ہے۔)

جبکہ علامہ ابن عابدینؒ کا موقف یہ ہے:

لوكان مع امرته وهو يزني بهااو مع محرمه و هما مطاوعان قتلهماجميعا۔(۳۰)

(اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ یا اپنی محرم عورت کے ساتھ کسی شخص کو غلط کاری میں مشغول دیکھے جبکہ وہ برضا یہ فعل کر رہے ہوں تو دونوں کو قتل کر دے۔)

ابن عابدین مزید فرماتے ہیں:

ويكون بالقتل كمن وجد رجلا مع امراة لا تحل له ان كان يعلم انه لا ينزجر بصياح وضرب ما دون السلاح والا لا وان كانت المرئة مطاوعةً فقتلها ولو

كان مع امراته وهو يزني بها او مع محرمه و هما مطاوعان فقتلها جميعا مطلقا۔(۳۱)

(یہ تعزیر قتل کی صورت میں ہو گی جیسے ایک شخص ایک (اجنبی) عورت کے ساتھ ایک شخص کو دیکھے جبکہ وہ عورت اس شخص کے لیے حلال نہ ہو۔ اگر یہ جانتا ہے کہ یہ شخص چیخ و پکار یا بغیر اسلحہ کی پٹائی کے باز نہیں آئے گا تو پھر قتل جائز ہے ورنہ نہیں، اور اگر ایسی صورت میں اگر عورت بھی برضا و رغبت مشغول ہو تو پھر دونوں کو قتل کر سکتا ہے۔ اگر یہ شخص اپنی ہی عورت کے ساتھ کسی کو مشغول دیکھے یا اپنے محرم کے ساتھ کسی کو مشغول دیکھے تو مطلقاً قتل کر سکتا ہے۔)

ان عبارات میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ بعض عبارات میں مشغول شخص کو قتل کرنے سے پہلے چیخ و پکار اور مار پیٹ کے ذریعے بھگانے کا حکم ہے اور بعض میں مطلقاً قتل کی اجازت ہے۔ اس فرق کو علامہ رافعی نے تسلیم نہیں کیا، لکھتے ہیں:

''من وجد شخصا مع امرئته کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ موضوع بحث عورت اور مرد کا ناجائز حالت یعنی زنا یا دواعی زنا میں پایا جانا ہے نہ کہ ان کا صرف حالت زنا میں مبتلا ہو جانا۔''(۳۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشغولیت کی شرط اس لیے ہے کہ فقہاء نے **من وجد** کہا ہے۔ گویا حالتِ وجدان ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اس لیے بھی کہ چونکہ یہ تغییر منکر ہے اور وہ منکر کے دوران ہی ہو سکتا ہے نہ کہ بعد میں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حد قائم کرنا تو صرف حکومت کا کام ہے، لہٰذا ایسی صورت حال میں قتل کرنے والا قانون کو اپنے ہاتھ میں تو نہیں لے رہا؟ جبکہ فقہاء کہتے ہیں کہ یہ حد نہیں بلکہ تعزیر ہے اور تعزیر خاوند، آقا اور عام لوگ بھی قائم کر سکتے ہیں۔

التعزير يفعله الزوج والمولي و كل من راه احد ايباشرالمعصية۔(۳۳)

(تعزیر خاوند، آقا اور ہر وہ مسلمان قائم کر سکتا ہے جو کسی کو معصیت میں مبتلا دیکھے۔)

قتلِ غیرت کی سزامیں ثبوت کی اہمیت

اسلام میں قانون کو ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے۔ بعض دفعہ ایسے حالات پیش آجاتے ہیں کہ انسان قانون کے خلاف عمل کر لیتا ہے۔ لیکن آپ ﷺ کے دور میں ایک واقعہ پیش آیا اور صحابہ کے دور میں بھی ایسے واقعات پیش آئے کہ مجرم کو سزا نہ دی بلکہ مقتول کا خون رائیگاں قرار دیا۔ ایسا ہی ایک واقعہ جنگِ بنی قینقاع کا سبب بنا:

> ”بنو قینقاع کے بازار میں ایک یہودی نے اپنی دکان میں کسی مسلمان عورت کا کپڑا اس غرض سے باندھ دیا کہ جب وہ اٹھے تو اس کا ستر کھل جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس عورت نے بدلہ لینے کے لیے مسلمانوں کو پکارا۔ ایک مسلم نوجوان نے غیرت میں آکر اس یہودی کو قتل کر دیا، جس کے نتیجہ میں یہودی پل پڑے اور انہوں نے بھی اس مسلم نوجوان کو قتل کر دیا۔ اس واقعے کے نتیجے میں مسلمانوں اور یہود کے مابین جنگ چھڑ گئی۔“(۳۴)

ابن حزمؒ کہتے ہیں کہ میں نے عطاؒ سے پوچھا کہ آپ کا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو مشغول پائے، پھر اسے قتل کر دے۔ کیا مقتول کا قتل رائیگاں جائے گا۔ تو عطاؒ نے کہا:

> ” اس صورت میں جب ثبوت مل جائیں گے، ورنہ نہیں۔“(۳۵)

گواہوں کا ثبوت

۱۔ ایک شخص نے ایک مکان سے ایک شخص کو نکلتے ہوئے دیکھا۔ اس پر فتاویٰ میں جواب دیا گیا ہے کہ ان توہمات کا شریعت میں اعتبار نہیں، ایسی صورت میں چار گواہ بد فعلی کے موجود ہونے چاہئیں ورنہ زنا متحقق نہ ہو گا۔(۳۶)

۲۔ ایک عورت نے خاوند کے روبرو خود اقرار کیا کہ اس نے زنا کیا۔ خاوند نے اسے زہر دے کر مار دیا۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ خاوند نے غلطی کی، اس پر اخروی مواخذہ ہو گا کیونکہ حدود کو ہر شخص جاری نہیں کر سکتا۔(۳۷)

علماء کی رائے

اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبران میں سے مندرجہ ذیل اہل علم اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

۱۔ **مولانا حسن جان:** میری رائے اور فہم کے مطابق اس قسم کا قتل عقلاً، اخلاقاً اور شریعت مطہرہ کی رو سے قطعاً جائز نہیں اور نہ اس قسم کے قتل کے جواز کا فتوی دینا چاہیے۔(۳۸)

۲۔ **ڈاکٹر سرفراز نعیمی:** میری رائے میں کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں۔(۳۹)

نتیجہ بحث

درج بالا دلائل وبراہین کے مطالعہ کے بعد ہم اس پوری بحث کا یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہیں کہ اگر جرم ثابت ہو جائے تو پھر بھی کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ خود بخود ہی اس پر حد لاگو کر دے، بلکہ اس کے لیے حکمران یا اس کے نائب سے رجوع کرنا واجب ہے، چاہے وہ نائب معاملات پورے کرنے یا حد کی تنفیذ میں نائب ہو، کیونکہ رعایا میں سے کسی ایک شخص کا خود ہی حد لاگو کرنا بدنظمی اور فساد کا باعث ہوگا اور ہر کوئی اٹھ کر دوسرے کو قتل کرتا پھرے گا۔ اور اس کے علاوہ لوگ اس کو دیرینہ عداوتوں کو پورا کرنے، شر انگیزی اور شریعت مطہرہ کو بدنام کرنے کے لیے استعمال کریں گے۔ فقہاء متقدمین کا یہی نقطہ نظر ہے کہ ایسے قتل کی بہر حال دیانۃً اجازت ہے لیکن آجکل جبکہ فتنوں کا دور ہے، اس سلسلہ میں انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیے، جیسا کہ ڈاکٹر نعیمی کی رائے ہے کہ اس صورت حال میں ایسا فتوی دینے سے بھی گریز کرنا چاہیے۔
ایسے سنگین حالات اور ان کی سنگینی میں مسلسل اضافہ یقیناً ایک مہذب قوم کی نشان دہی نہیں کرتا۔ جبکہ ہمارا دعوی ہے کہ اسلام تہذیب و تمدن کی بہترین اقدار کا حامل مذہب ہے اور ایسے مذہب کے ماننے والے دنیا کے لیے لائق تقلید اور قابلِ تمثیل ہی ہوں گے۔ لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے ہم ہر معاملہ میں بہترین طرزِ عمل اور بھرپور ذمہ داری کا مظاہرہ کریں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ http://www.nawaiwaqt.com.pk/national/۰۴-Mar-۲۰۱۷/۵۷۳۵۲۳

۲۔ http://www.bbc.com/urdu/pakistan-۳۸۱۴۵۴۱۸

۳۔ http://www.bbc.com/urdu/pakistan-۳۸۰۵۴۲۷۶

۴۔ ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، **لسان العرب** (بیروت، دار صادر، ۱۳۷۵ھ) ج۵، ص۳۹۔

۵۔ العینی، بدرالدین، علامہ، **عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری** (دمشق، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بشارع حکمین، س ن) ج۲۰، ص۲۰۵۔

۶۔ رابعہ علی، **غیرت کا تاریک پہلو** (لاہور، مطبع شرکت گاہ، ۲۰۰۱ء) ص۱۵۔

۷۔ ایضاً۔

۸۔ وستر و، ستار، **کاروکاری** (لاہور، شرکت گاہ وومن ریسورس سنٹر، ۲۰۰۱ء) ص۹۰۔

۹۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب النکاح، باب اذا زوج الرجل ابنتہ وھی کارھۃ فنکاحہٗ مردودٌ (الریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۱۹ھ) ص۹۱۹، رقم الحدیث ۵۱۳۸۔

۱۰۔ عارفہ نازلی، **قتل کرنا غیرت نہیں** (لاہور، شرکت گاہ، ۲۰۰۲ء) ص۲۷۔

۱۱۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، **السنن**، کتاب النکاح، باب الغیرۃ (الریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۹ء) ص۳۵۷، رقم الحدیث ۱۹۹۶۔

۱۲۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، ص۹۳۳، رقم الحدیث ۵۲۲۳۔

۱۳۔ ایضاً، رقم الحدیث ۵۲۲۲۔

۱۴۔ بنی اسرائیل (۱۷) ۳۲۔

۱۵۔ النساء (۴) ۹۳۔

۱۶۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الدیات، باب قولہٗ تعالیٰ ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاؤہ جھنم، ص۱۱۸۳، رقم الحدیث ۶۸۶۲۔

۱۷۔ ایضاً، کتاب الدیات، باب قولہ تعالیٰ انّ النفس بالنفس والعین بالعین، ص۱۱۸۵، رقم الحدیث ۶۸۷۸۔

۱۸۔ الشنقیطی، محمد بن محمد المختار، **شرح زاد المستقنع** (المکتبۃ الشاملۃ، س ن) ج۶، ص۱۲۰۔

۱۹۔ مسلم بن حجاج القشیری، **الجامع الصحیح**، کتاب الحدود، باب حدّ الزنیٰ (الریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۲۱ھ) ص۷۴۹، رقم الحدیث ۴۴۱۶۔

۲۰۔ الفرقان (۲۵) ۶۸۔۶۹۔

۲۱۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، ص۹۳۳، رقم الحدیث ۵۲۲۰۔

۲۲۔ مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب اللعان، باب ندارد، ص۶۵۱، رقم الحدیث ۳۷۶۳۔

۲۳۔ ایضاً۔

۲۴۔ بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الطلاق، باب یبد ئ الرجل بالتلاعُنِ، ص۹۴۸، رقم الحدیث ۵۳۰۷۔

۲۵۔ ابن حزم، المحلی، **کتاب الاقرار** (بیروت، دارالآفاق الجدیدة، س ن) ج۸، ص ۲۵۲۔

۲۶۔ ابن حمام، عبدالرزاق الصنعانی، **المصنف**، کتاب العقول، باب الرجل یجد علی امر أتہ رجلاً (بیروت، المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ) ج۹ص ۴۳۳ ، رقم الحدیث ۱۷۹۱۳۔

۲۷۔ مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الایمان، باب کون النھی عن المنکر من الایمان، ص ۴۲، رقم الحدیث ۱۷۷۔

۲۸۔ العینی، **عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری**، ج۱۹، ص۷۵۔

۲۹۔ عبداللہ بن احمد بن محمود، **البحرالرائق شرح کنزالدقائق** (بیروت ،دارالکتب العلمیہ ،الطبعۃالاولی ۱۴۱۸ھ) ج۵، ص۴۵۔

۳۰۔ ابن عابدین، عمر امین، **الدر المختار** (المکتبۃ الشاملۃ) ج ۴، ص ۶۳۔

۳۱۔ ایضاً۔

۳۲۔ الرافعی، عبدالقادر، **تقریرات الرافعی علی حاشیۃ ابن عابدین** (مصر، مطبعۃ الکبری الامیریۃ، ۱۳۲۳ھ) ج۲، ص۴۵۔

۳۳۔ ابن عابدین، **الدر المختار**، ص ۴، ص ۶۴۔

۳۴۔ ذحلان بن زینی، احمد، **السیرۃ النبویہ** (بیروت، دارالفکر، ۱۴۲۱ھ) ج۲، ص ۱۲۔

۳۵۔ الصنعانی، **المصنف**، کتاب العقول، باب الرجل یجد علی امر أتہ رجلاً، ج۹ص ۴۳۳ ، رقم الحدیث ۱۷۹۱۵۔

۳۶۔ مولانا محمد ظفیر الدین، **فتاوی دارالعلوم دیوبند** (ملتان، مکتبہ امدادیہ، ۱۴۰۰ھ) ج۱۲، ص۱۸۸۔

۳۷۔ ایضاً، ۱۲/ ۱۹۷۔۱۹۸۔

۳۸۔ محمد حسن جان، مولانا، **غیرت کے نام پر قتل** (اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ، ۱۹۹۹ء ۔۲۰۰۰ء) ص ۲۱۲۔

۳۹۔ سرفراز نعیمی، ڈاکٹر، **زانی کو از خود قتل کرنے کا حکم** (اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ، ۱۹۹۹ء ۔۲۰۰۰ء) ص ۲۳۰۔